Name of Journal: Al-Anfal
ISSN (Online): 3006-5208
ISSN (Print): 3006-5194
Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research
Vol. 3 No.1 (2025)

# The Psychological Study of "Jahan-e-Danish"

# "جہان دانش" کا نفسیاتی مطالعہ

**Dr. Parveen Kallu**[1]
Associate Professor Urdu Department, Government College University Faisalabad
**Dr. Zonera Batool**[2]
EST Government Comprehensive Girls Higher Secondary School Madina Town Faisalabad
**Ghazala Kishwer**[3]
Lecturer Lecturer Urdu Department Thal University Bhakkar
**Dr. Muhammad Rahman**[4*]
Assistant Professor Urdu Department Hazara University Mansehra. Corresponding Author:
drmrehman75@gmail.com

## Abstract
Since Ehsan Danish himself belonged to the poor class, he saw the plight of this class closely and described it in his biography. He mentioned the hard work, hardship and difficulties of the residents of his town "Kandhaila". Despite this, the situation was such that he could not continue his education after the fourth grade. He worked as a merchant. He worked with the laborers in the excavation of the Jamna Sharqi Canal. He grazed goats in the forest and there he also studied by taking books from a friend, Asghar Jang. About the thoughts that arose in his mind due to this continuous struggle and poverty, he says, "Do we belong to that class in the world that is born to endure the oppression and tyranny of the rich? Do the prayers of the poor and needy have no effect? No matter how many problems came in Ehsan Danish's life, he had to face poverty or unemployment, but he did not let go of

Name of Journal: Al-Anfal
ISSN (Online): 3006-5208
ISSN (Print): 3006-5194
Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research
Vol. 3 No.1 (2025)

his studies. If he did not get time to study during his job, his soul would start to feel restless. And he would quit his job. For the sake of studies, he embraced unemployment. What are the thorny paths that that person has not gone through? But he never let any difficulty become an obstacle on his path. And he left an example of hard work and continuous struggle. This article based upon these facts about "Jahan-e-Danish". hard work, continuous struggle

Key Words: "Jahan-e-Danish", Ehsan Danish, "Kandhaila", Asghar Jang, Jamna Sharqi Canal, hard work, continuous struggle.

اردو کے نمایاں شاعر اور ماہر لسانیات "احسان دانش" ہیں جنھیں "شاعرِ مزدور" کا بھی خطاب ملا۔ان کے شعری مجموعوں کے نام "حدیث ادب"، "دردِ زندگی"، "تفسیرِ فطرت"، "آتشِ خاموشاں"، "چراغان" اور "گورستان" ہیں۔وہ کم تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود اتنے قابل تھے کہ انھیں زبان وبیان کی باریکیوں پر عبور حاصل تھا۔ان کی علمی قابلیت اور لسانیات پر عبور کا ثبوت ان کی تین کتب "دستور اردو"،تذکیر وتانیث "اور" اردو متفرقات" ہیں۔

احسان دانش ۱۹۱۴ء کو کاندھلہ میں پیدا ہوئے۔پیدائشی نام احسان الحق تھا۔ان کی تعلیمی قابلیت صرف پانچویں جماعت تک محدود رہی۔ بعد میں غربت کی وجہ سے یہ تعلیمی سلسلہ منقطع ہو گیا۔انھوں نے زندگی میں بہت سے مصائب جھیلے اور ہر قسم کی مزدوریاں کیں۔ غربت اور افلاس کی بدولت بہت سی خواہشات ان کے سینے میں ہی دم توڑ جاتیں۔چوں کہ ان کا خاندان شروع سے ہی غربت کی چکی میں پس رہا تھا اس لیے یہ سب اُن کے لیے نیا نہ تھا۔وہ اپنی منفرد سوانح عمری میں اس حوالے سے یوں رقم طراز ہیں:

"قرائن ماحول سے پتا چلتا ہے کہ میرے نانا جان بھی بمشکل اپنے خاندان کا گزارہ کرتے ہوں گے۔کیوں کہ جس مقام میں، میں نے ہوش سنبھالا تھا تو شاہانہ طرز وطریق کا لیکن اس قدر کہنہ اور بوسیدہ کہ جس بالائی حصے میں ہم رہتے تھے آئے دن اس کی چھت سے سانپ رینگتے دکھائی دیتے تھے۔گھر میں لکری،لوہے یا جست کا کوئی بکس نہ تھا۔نئے اور دھلے ہوئے کپڑے ایک مٹکے میں بھرے رہتے اور عید تہوار کو میری والدہ وہی ملے تلے دبے کپڑے سلوٹیں کھول کھول کر مجھے پہنایا کرتیں۔"(۱)

اوپر کے اقتباس سے احسان دانش کی عسرت زدہ زندگی کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔چوں کہ وہ خود مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالتے رہے اسی وجہ سے انھوں نے ہمیشہ مزدور طبقے کی آواز کو نمایاں کر کے پیش کیا۔اسی وجہ سے ان کو "شاعر مزدور" کا خطاب ملا۔

Name of Journal: Al-Anfal
ISSN (Online): 3006-5208
ISSN (Print): 3006-5194
Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research
Vol. 3 No.1 (2025)

احسان دانش کی والدہ صاحبایک جفاکش گھریلو خاتون تھیں جو اپنے شوہر کے ساتھ مل کر گھر کی معاشی خلا پر کرنے کے لیے محلے کے کپڑے سلائی کرتیں اور اناج پیتیں لیکن اس قدر تنگ دستی اور معاشی بدحالی کے باوجود انھوں نے احسان دانش کو کسی نہ کسی حد تک پڑھایا۔اپنے اسی درد کے حالات کے بارے میں وہ "جہان دانش" میں لکھتے ہیں:

"جب سالن نہ پکتا تو والدہ مجھے پانی میں بھگو کر روٹی کھلاتی اور ساتھ ہی خود بھی کھاتیں۔۔۔اگرچہ مجھے کھانا کھلاتے وقت وہ بڑی ہنسی خوشی کی باتیں کرتیں۔ مگر ان کے کڑھنے کا اندازہ اس وقت ہوتا جب کھانے کے بعد کہیں سے سلائی یا پسائی کے پیسے آجاتے۔ اس وقت وہ پوری طرح تلملاتیں اور کہتیں کہ "بہن اگر ذرا سی دیر پہلے آجاتیں تو کیا ہو جاتا؟"

"میرے بچے نے نمک کے پانی کے سے روٹی کھائی ہے۔"(۲)

یوں ان کے والدین کی مفلسی کی وجہ سے تعلیم ادھوری چھوڑنی پڑی۔اپنی علمی بھوک مٹانے کے لیے وہ فارغ اوقات میں قاضی محمد ذکی صاحب کی صحبت میں جانے لگے جو عربی، فارسی اور ہندی زبان کے عالم بے بول تھے۔اس سے احسان دانش کی علمی پیاس بجھنے لگی۔اس حوالے سے وہ اپنی غربت اور علم کی طلب کے حوالے سے ایک جگہ لکھتے ہیں:

نئی سحر کے بہت لوگ منتظر ہیں مگر

نئی سحر بھی جو کجلا گئی تو کیا ہوگا

نہ رہنماوں کی مجلس میں لے چلو مجھ

میں بے ادب ہوں ہنسی آگئی تو کیا ہوگا (۳)

اس ماحول کا یہ فائدہ ہوا کہ انھیں اپنی علمی پیاس بجھانے کا بھرپور موقع ملا، ساتھ ساتھ انھیں موسیقی میں بھی کچھ شد بد حاصل ہو گئی تھی۔

انھوں نے زندگی کی گاڑی چلانے کے لیے کیا کیا نہیں کیا۔مہاجن کی نوکری کی۔ بیوپاری کے ہاں بھی ملازم رہے۔منافع خوروں کے ہاں ملازم رہے۔۔چپڑاسی کی نوکری بھی کی۔ایک عرصے تک چوکیداری بھی کی۔نامہ نویسی، کتب فروشی، رنگ سازی اور دیہاڑی کا کام بھی انھوں نے کیا۔جو کام ان کی طبیعت کے موافق نہ ہوتا، چھوڑ دیتے یا جہاں زیادہ مزدوری ملتی پچھلے کام کو خیر باد کہہ دیتے۔لیکن یہ تھا کہ وہ زندگی کی چکی پیتے پیتے بھی لائبریری جانے اور کتب کا مطالعہ کبھی نہیں چھوڑا۔ان کی زندگی کے مصائب وآلام شاید قدرت نے انھیں کندن بنانے کے لیے لائے تھے۔بدترین مالی حالات میں بھی صبر وشکر کا دامن نہ چھوڑتے۔ہمت اور مردانگی کے پیکر تھے۔اس حوالے سے اپنی شخصیت کوشی اور جفاکشی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"شروع شروع میں جب میں مجبور ہو کر والد صاحب کے ساتھ مزدوری پر جانے لگا تو سارا دن مٹی اور ریت ڈھونے سے بدن چور چور ہو جاتا جیسے جسم کے ہر جوڑ کی درمیانی چکناہٹ خشک ہو گئی ہو۔لیکن مجبوری کا کیا علاج۔۔۔

Name of Journal: Al-Anfal
ISSN (Online): 3006-5208
ISSN (Print): 3006-5194
Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research
Vol. 3 No.1 (2025)

ان دنوں اکثر مجھے یہ خیال آتا کہ کیا ساری دنیا اسی معاشرے کی چکی میں پس رہی ہے اور پستی رہے گی؟ کیا غریب لوگ ہمیشہ سے اسی طرح اپنے گرم خون کی حدت سے دوسروں کے لیے ایندھن مہیا کرتے رہتے ہیں؟ کیا ناداروں کے شباب اور جسم کی قوتیں اسی طرح کم کرایہ پر چلتی اور ختم ہوتی رہیں گی؟"(۴)

جب انھیں رشتہ ازدواج میں بھی بندھنا پڑا تو انھوں نے اپنی بیوی اور اولاد کے لیے بھی یہی سوچا اور جہاں بھی مزدوری کی، ان کے لیے حلال کمائی ہی کی۔ وہ اپنی زوجہ اور اولاد سے بے حد محبت کرتے تھے اور انھیں کوئی تکلیف نہ دیتے۔ خود ساری تکالیف برداشت کرتے مگر ان کو خوش و خرم رکھتے۔ ان تمام باتوں کے باوجود علم سے محبت کرتے رہے اور ادبی محفلوں میں جانا پسند کرتے تھے۔ اس حوالے سے غزالہ کوثر لکھتی ہیں:

"احسان دانش اپنی نظم کے محاسن و عیوب سے مکمل واقف نہ تھے لیکن احساس میں نزاکت اور دل و دماغ میں غور و فکر کرنے کا شعور پیدا ہو رہا تھا جس کے تحت شاعری کے جذبے یہاں تک زور پکڑا کہ جو دیوان بھی سامنے آجاتا اس کے ردیف و قافیے کو لے کر غزلیں کہنا شروع کر دیتے۔ پھر موازنہ میں اچھے برے کا فیصلہ دینے لگتے۔ اس طرح آپ کے لیے شاعری کرنا آسان ہو گیا۔"(۵)

جب انھوں نے ادبی زندگی کا آغاز کیا تو اس وقت ترقی پسند تحریک کا باقاعدہ آغاز ہو چکا تھا۔ انھوں نے بھی اس تحریک کے ساتھ وابستگی اختیار کی۔ اگرچہ باقاعدہ ممبر نہیں تھے لیکن ان سے متاثر ضرور تھے۔ ان کی زندگی کے جو تلخ اوقات، تجربات، احساسات اور نقوش ان کے ہاں شعری قالب میں ڈھلنے لگے اور یوں وہ مزدوروں کی آواز بننے لگے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں یہ خصوصیات اپنا رنگ دکھانے لگیں۔ اس حوالے سے اختر علی لکھتے ہیں:

"احسان دانش کی زبان اور دل میں مطابقت ہے اور یہی مطابقت شعر میں بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔ ان کی شاعری اخلاقی درس، ملت نوازی، انسان دوستی اور اخلاص کا ایک اعلیٰ نمونہ فراہم کرتی ہے۔ انفرادی طور پر اخلاص کا دائرۂ عمل بھی ان کے یہاں بڑی وسعت کا حامل ہے اور اخلاص کی یہی وسعت احسان دانش کی عظمت کا ایک پہلو بھی ہے۔ احسان دانش کے شعر ان کی روح کی گہرائیوں سے بے اختیار نکلتے ہیں اور شعری فضا میں جذب ہو جاتے ہیں۔ ان کی شاعری میں متنوع مضامین باندھے گئے ہیں۔ زندگی کا کوئی بھی پہلو ایسا نہیں ہے جس پر انھوں نے طبع آزمائی نہ کی ہو۔ زندگی کے چھوٹے چھوٹے اور معمولی پہلوؤں کو بھی انھوں نے اپنے شعری تجربہ کی بدولت شعر کا ذوق رکھنے والے لوگوں کی توجہ کا مرکز بنایا۔"(٦)

احسان دانش نے اپنی زندگی کے یہ تمام مسائل اور مشکلات جس طرح "جہاں دانش" میں تحریر کیے ہیں وہ انھی کا خاصا ہے۔ وہ چاہتے تو "جوش ملیح آبادی" کی طرح اپنے آپ کو پنجاب کا بڑا وڈیرا بنا کر پیش کرتے لیکن انھوں نے اپنی زندگی کی سختیوں، آزمائشوں اور امتحانوں کا ذکر کر کے سچ بیان کیا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر سید عبداللہ کے الفاظ یہ ہیں:

Name of Journal: Al-Anfal
ISSN (Online): 3006-5208
ISSN (Print): 3006-5194
Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research
Vol. 3 No.1 (2025)

"یہ احسان دانش کی کہانی ہے۔ مگر یہ وہ کہانی نہیں جسے افسانہ سمجھ کر کوئی اونگھنے لگے۔ یہ تو وہ کہانی ہے جسے سن کر سوئے ہوئے بھی جاگ اٹھیں گے۔ میری جگہ کوئی اور ہوتا تو" جہاں دانش "میں غزالوں کے خرام اور قمریوں کی گلوکاری کے قصہ تلاش کرتا اور یہ ڈھونڈھتا کہ احسان نے اپنے گناہوں اور جرموں کی جزئیات و تفصیلات کو رنگین الفاظ کے گل دستوں میں کس حد تک سجایا ہے۔اس نے شرافت کے مسلمات کا اپنے عمل سے کس طرح مذاق اڑایا ہے اور انسان کو شر محض ثابت کرنے کے لیے، ضبط نفس اور متانت کی دھجیاں کس طرح بکھیری ہیں۔ مگر میں یہ دیکھوں گا کہ بشریت کے پیچ در پیچ عنکبوتی جالوں کی گرفت کے باوجود (افتد ودائی کے مصداق بنی آدم کا مقدر ہے) احسان نے بے رفعت کی جدوجہد میں بشریت کی قربانی دے کر انسانیت کے جزیرے میں کہاں قدم رکھا۔"(۷)

جہان دانش ۱۹۷۵ میں منظر عام پر آئی جو ۶۴۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ انھوں نے اس کی شروعات اپنے آبائی گاؤں "کاندھلہ" سے شروع کر کے " قائدِ ملت کی شہادت "تک بیان کیے ہیں۔ جس میں انھوں نے اپنی زندگی کے واقعات کو ۱۹۴۸ء تک درج کیا ہے۔ یہ داستانِ حیات صرف دانش کی آپ بیتی نہیں بلکہ اس میں انھوں نے اپنے محسنوں اور اساتذہ کرام کا بھی شکریہ ادا کیا ہے۔ان کی اس آپ بیتی میں ان کی شخصیت اور سادگی کے پرتُو ہر جگہ نظر آتے ہیں۔ وہ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"مجھے احساس ہے کہ میں واقعات کی ترتیب میں بہکا ہوں لیکن کہاں تک نہ بہکتا؟ میں نے جہاں اور جس نشیب سے سفر شروع کیا ہے وہ ایسا تھا کہ علم وادب کے قافلے اس سے بہت اگے جا چکے تھے۔اور وہاں یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ کبھی ایسا وقت بھی آئے گا کہ مجھے اپنی آپ بیتی لکھنے کا ناگوار فرض ادا کرنا پڑے گا۔ یہی سبب ہے کہ آپ کو اس سوانح میں سنین نہیں ملیں گے۔ ویسے بھی مجھے نیند سے، نام اور راستہ اچھی طرح یاد نہیں رہتا اور نہ کبھی یاد رکھنے کی کوشش کی ہے۔ علاوہ ازیں میری کتاب کوئی تاریخ کی کتاب نہیں یہ تو میرے غیر منظم اور مختصر واقعات کی یاداشتیں ہیں یا یوں کہہ لیجیے کہ میرے دھندلے دھندلے نقوشِ حیات ہیں اور اس خیال سے پیش کر رہا ہوں کہ شاید یہ کسی رخ سے انسانیت کے لیے مفید ہوں اور بس"(۸)

احسان دانش چوں کہ اپنی زندگی کے آلام و مصائب کے بارے میں اس پوری آپ بیتی میں ہمیں روشناس کراتے ہیں اس لیے اس حوالے سے ایک جگہ سجاد حارث لکھتے ہیں:

"احسان اپنی موجودہ زندگی سے مطمئن نہیں تھے۔ان کا تیز ذہن اور ان کا جذبی عمل کاندھلہ کی چار دیواری میں مقید نہیں رہنا چاہتا تھا۔ان کی اضطراری روح قفس کو توڑ کر آسمان میں مقید نہیں رہنا چاہتا تھا۔ان کی اضطراری روح قفس کو توڑ کر آسمان کی تنہائیوں میں پرواز کرنا چاہتی ہے۔ وہ زندگی اور کتابوں کے مطالعے میں ہمہ تن مصروف تھے۔ سخت جسمانی مشقت اور معاشی زبوں حالی سے ان کے جذبی عمل میں روز بروز توانائی اور صحت مندی پیدا ہو رہی تھی۔ وہ بہت دنوں تک کھیتوں، سڑکوں، شہروں، دفتروں کے رستے ناپتے رہے آخر کار وہ اپنے تنگ ماحول کے دائرے سے نکل کر دہلی چلے گئے جہاں ایک چھاپہ خانہ میں آٹھ روپیہ ماہوار پر سیاہی مین کی جگہ کام کرنے لگے۔ جو ظاہر ہے یہ زندگی پچھلی زندگی سے بہتر نہ تھی۔ وطن میں مصائب و مفلسی کی زندگی ضرور تھی مگر وہاں

Name of Journal: Al-Anfal
ISSN (Online): 3006-5208
ISSN (Print): 3006-5194
Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research
Vol. 3 No.1 (2025)

ماں باپ دوستوں کے جانے پہچانے چہرے تھے۔ صبر واخلاص تھا۔ لیکن پردیس میں غربت بھی تھی اور محبت اور ہمدردی بھی مفقود تھی۔۔۔ لہٰذا کچھ دنوں بعد وہ کاندھلہ لوٹ آئے اور اپنے وطن کی مانوس راستوں کی ایک بار پھر خاک چھاننے لگے۔"(۹)

اس سوانح عمری میں کچھ تو تھا جس بناپر بہت سے ناقدین نے اسے سراہا۔ اس حوالے سے رئیس امروہوی کے الفاظ یہ ہیں:

"میں احسان دانش کے رموز پر غور کرتاہوں تو محوِ حیرت ہو جاتاہوں۔ عصری تعلیم کے لحاظ سے ایسے ہی واقع ہوتے ہیں لیکن نام نہاد تعلیم یافتہ افراد بھی تفکر اور تفصل کی ان وسعتوں کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ جو اس مرد درویش اور قلندر دانش ور کو عطیہ نصیب ہوئی ہیں۔ وہ صرف نظم ہی کے میدان میں یکتا و یگانہ حیثیت کے مالک نہیں۔ ان کی نثر کی خوبی ودل نشینی کا اندازہ "جہان دانش" (خود نوشت سوانح) کے مطالعہ سے ہو سکتاہے۔"(۱۰)

احسان دانش یہ آپ بیتی لکھتے ہوئے اپنے دوستوں اور ہم جماعت ساتھیوں کا ذکر اتنے خلوص سے کرتے ہیں کہ بندہ حیران رہ جاتاہے۔ اس کے علاوہ اپنے عزیز رشتہ داروں، ماں باپ، محبوبہ، بیوی، مشاعروں کے ساتھی، ادیب اور شعرا دوست غرض ہر قسم کے اصحاب کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ یہی ان کی نفسیات ہیں کہ وہ ہر ایک سے اپنا رشتہ باندھتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں۔ دراصل وہ (Self-made) انسان ہیں۔ انھوں نے اپنی زندگی کو خود بنایا اور قدرت نے انھیں لگن، محنت، یقین اور ایمان دیا۔ وہ ان کے لیے کافی تھا۔ وہ صحیح معنوں میں محنت کی عظمت کے قائل تھے۔ ان کی عظمت اور علم سے محبت کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوگی کہ انھوں نے یونیورسٹی میں مزدور کی نوکری کی لیکن اپنی محنت کے بل بوتے پر صرف پانچ جماعتیں پڑھ کر اسی یونیورسٹی میں ایک پی ایچ ڈی طالب علم کے ممتحن کی حیثیت سے گئے۔ دوسرا ثبوت یہ ہے کہ وہ خود تو بہت کم تعلیم یافتہ تھے لیکن ایک معروف درس گاہ "مکتبہ دانش" قائم کرکے علم کے پیاسوں کو سیراب کرتے رہے۔

احسان دانش جہد مسلسل اور سعی پیہم اور زور بازو پر یقین رکھنے والے تھے، انھوں نے اپنے مشاہدات اور تجربات سے سب کچھ سیکھ لیا تھا۔ وہ زندگی کے تجربات سے بہت کچھ سیکھ چکے تھے۔ ان کی ایک محبوبہ شمعی بھی تھی۔ اگرچہ وہ ایک طوائف تھی لیکن وہ ایک پاک باز عورت تھی۔ اس حوالے سے احسان دانش لکھتے ہیں:

"میں اس افلاس میں دھنسی ہوئی مخلوق کو مظلوم سمجھنے پر مجبور ہو جاتاہوں کہ میری نظر میں جو شمعی کا معاشرہ اور اس کے عادات و خصائل وہ اس سطح سے بہت بلند تھی حد سے زیادہ بلند۔"(۱۱)

مجموعی طور پر کہا جا سکتاہے کہ یہ آپ بیتی زندگی کی تلخ و شیریں یادوں کا ایک ایسا بازار ہے جہاں اس کی آرزوئیں اور تمنائیں ہر پل اپنا دیدار کراتی ہیں۔ ان میں مصنف کی شخصیت کا پرتو بول رہاہے۔ اس آپ بیتی کی زبان بھی سلیس، عام فہم اور سادہ مگر جامع ہے۔

اس آپ بیتی کی ایک اور انفرادیت یہ بھی ہے کہ احسان دانش نے خود کو ایک بڑا آدمی یا بڑی شخصیت بنا کر پیش نہیں کیا بلکہ جیسے وہ تھے اسی طرح نظر آتے ہیں اور یہی ان کی اس آپ بیتی کی انفرادیت ہے۔

AL- ANFAL
SLOGAN HERE

**Name of Journal: Al-Anfal**

**ISSN (Online): 3006-5208**
**ISSN (Print): 3006-5194**
**Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research**

Vol. 3 No.1 (2025)

AL- ANFAL
SLOGAN HERE

### حوالہ جات


۱۔ احسان دانش، جہاں دانش، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۲۰

۲۔ ایضاً، ص ۲۲

۳۔ احسان دانش، تفسیرِ فطرت، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، س ن، ص ۵۹

۴۔ ایضاً، ص ۷۶

۵۔ غزالہ کوثر، احسان دانش کی نثر نگاری، (مقالہ غیر مطبوعہ) مخزونہ پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۷۹ء، ص ۷

۶۔ اختر علی، احسان دانش کی شاعری پر ایک نظر، مشمولہ، ماہنامہ قومی زبان، کراچی، مئی ۱۹۸۲ء، جلد ۵۲، شمارہ ۵، ص ۶۔۷

۷۔ ڈاکٹر سید عبداللہ، وجہی سے عبدالحق تک، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۳۰۱

۸۔ احسان دانش، جہان دانش، ص ۱۳

۹۔ سجاد حارث، عوامی شاعر اور ان کا فن، مقبول اکیڈمی، لاہور، ۱۹۹۵ء، ص ۲۷

۱۰۔ رئیس امروہوی، مضمون، جہان دانش، مشمولہ، جام نو، احسان دانش نمبر، جلد ۲۳، شمارہ ۱۱۔۱۲، کراچی

۱۱۔ احسان دانش، جہان دانش، ص ۲۷۸